حضرت حسانؓ بن ثابت اور انکی شاعری

(از پروفیسر چوہدری غلام احمد صاحب ایم۔ اے صدر شعبہ علوم اسلامی اسلامیہ کالج لاہور)

(۲)

نقادانِ سخن کی رائے

ان مختصر سوانح حیات کے بعد اب ان کے کلام پر اجمالی تبصرہ سنئے شاعری کے لحاظ سے آپ کا رتبہ بہت بلند ہے۔ آپ بالاتفاق "اشعر اہل المدر" یعنی شہری شاعروں میں سب سے افضل ہیں۔ امام ابو عبیدہ مشہور ناقد سخن کا قول ہے۔ حسانؓ کی تین خصوصیات ان کو دوسرے شعرا سے ممتاز کرتی ہیں۔ (۱) آپ دورِ جاہلیت میں انصار کے (۲) زمانہ نبوت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (۳) اور زمانۂ اشاعت اسلام میں تمام یمن کے بہترین شاعر تھے۔ اسی فاضل کا یہ قول بھی ہے کہ بالاتفاق تمام صحرا کے باشندوں میں اہل مدینہ کے اور پھر قبیلۂ عبد القیس کے اور پھر ثقیف والوں کے اشعار اچھے ہیں۔ اور اہلِ مدینہ میں سب سے بڑے شاعر حسانؓ ہیں۔

عمرو بن العلاء کہتے ہیں حسان اشعر اھل الحضر

ابو الفرج اصبہانی صاحب کتاب الآغانی کا قول ہے حسان فحل من فحول الشعراء "حسان قادر الکلام شعرا سے ہیں"۔ نابغہ زبیانی نے حسانؓ کے اکثر اشعار سن کر کہا۔ اِنّکَ لَشَاعِرٌ (بلاشبہ آپ شاعر ہیں) اعشیٰ، حضرت حسانؓ کا دوست تھا اور ان کو شاعر عظیم سمجھتا تھا حطیئہ انہیں اشعر العرب کہا کرتا۔ آئمہ لغت اور نامور شعرائے عرب کی یہ شہادت پتہ دیتی ہے کہ وہ حضرت حسانؓ کو بحیثیت شاعر کے مانتے ہیں۔ اور یہ ایسی بات ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ وہ فطری شاعر تھے۔ شاعری کئی پشتوں تک ان کے خاندان میں رہی۔ ان کے باپ، دادا اور پردادا شاعر تھے۔ پھر ان کا بیٹا اور پوتا بھی شعر گوئی کا ملکہ رکھتے تھے گویا حضرت حسانؓ کی حیثیت ان کے درمیان ایسی تھی جیسے خوبصورت موتیوں کے ہار کے عین وسط میں کوہ نور ہیرا جڑ دیا جائے

اصناف سخن کے اعتبار سے بھی حضرت حسانؓ کی شاعری مدح و ہجا۔ فخر و تشبیب، مرثیہ و وصف پر مشتمل ہے۔ آپ کا اسلوبِ بیان۔ جزالتِ کلام اور ضخامتِ الفاظ میں شعرائے جاہلیت

کی مانند ہے تعقید لفظی اور معنوی سے بڑی حد تک پاک ہے۔

آپ میدانِ بدیہہ گوئی کے شہسوار ہیں اور اس معاملہ میں زہیر اور حطیئہ اور ان کے مکتب خیال سے تعلق رکھنے والوں سے قطعی مختلف جو شعر کو خوب سوچ اور پختہ وضع کر کے کہنے کے عادی تھے جن کا قول تھا خیر الشعر الحولی المنقح المحکک بخلاف ان کے حضرت حسانؓ ارتجالاً شعر کہتے ہیں جس کی وجہ سے اصمعی آپ کو عبید الشعر کا لقب دیتا تھا چنانچہ جب تمیم کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو آپ نے فی الفور وہ بہترین اشعار کہے جو دیوانِ حسانؓ کے قافیہ میم میں موجود ہیں۔ پہلا شعر یہ ہے ؎

هل المجد الا السؤدد والعود والندی — وجاه الملوک واحتمال العظائم

اسی طرح یہ اشعار فی البدیہہ کہے جو قافیہ عین میں ہیں ؎

ان الذوائب من فهر واخوتهم — قد بينوا سنة للناس تتبع

حضرت حسان کا ماحول | حضرت حسانؓ کی شاعری پر نقادانِ عرب کی رائے آپ سن چکے۔ ان کے کلام پر اجمالی تبصرہ کرنے سے قبل یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس ماحول کا جائزہ لیا جائے جس میں ان کی شاعری پروان چڑھی۔ آپ مخضرمی شاعر ہیں۔ اور کفر و اسلام کے دونوں ادوار میں آپ نے شاعری کے جوہر دکھائے ہیں۔ اصمعی اور ان کے ہمنوا کہتے ہیں کہ عہد اسلام میں حسان کی شاعری میں وہ بات نہ رہی جو جاہلیت میں تھی مگر وہ دونوں ادوار کے مختلف ذہنی سیاسی اور ادبی رجحانات میں فرق نہیں کرتے اور دونوں کو ایک ہی نظر سے دیکھتے ہیں۔

اے کاش! وہ یہ خیال کرتے کہ جب تک عرب عرب کے ریگستانوں میں بند اور اپنی بدویانہ زندگی پر خورسند رہے۔ عربی شعر بآں ہمہ جدت ادا بھی مدتوں ایک محدود دائرے میں ایک ہی مرکز پر گھومتا رہا۔ مگر جب اسلام آیا اور فتوحات کے ساتھ حضارت و تمدن بھی لایا۔ شعراء کا گرد و پیش بدلا۔ ٹیلوں، پہاڑوں، ریگستانوں، بیابانوں، خیموں اور قناتوں کی جگہ سرسبز و شاداب باغ و گلزار سر بفلک ایوان و قصور پیش نظر رہنے لگے، سادگی تکلف سے، خشونت و تنعم سے غریبی امیری سے، وحشت و جہالت علم و مدنیت سے بدلی۔ غرض مشاہدات و معلومات کا دائرہ وسیع ہوا۔ تو ان کے شاعرانہ تخیل میں تبدیلی واقع ہوئی اور زمین شعر میں نئے نئے گل بوٹے نظر آئے

نئے نئے تخیلات اور تشبیہات نے ان کی شاعری کے انداز اور طرز ادا کو بدلنا شروع کیا۔ لہٰذا یہ کسی طرح قرین قیاس نہیں کہ جاہلیت و اسلام کی شاعری کو ایک ہی ترازو میں تولا جائے۔

ایک ادیب اور لغوی کی حیثیت سے اصمعی جزالتِ الفاظ اور ضخامتِ اسلوب کا دلدادہ ہے اور الفاظ کا زیر و بم اس کے نزدیک عمدہ ترین شاعری کا معیار ہے۔ مگر نزولِ قرآن نے الفاظ کے اس طلسم کو توڑ دیا اور شعرا و خطبا معنویت پر نظر رکھنے لگے۔ قرآن کریم نے سادہ مگر سہل ممتنع اسلوب کو اپنایا اور عہد اسلام میں اسی انداز نے رواج پایا۔ لہٰذا حضرت حسان رضی کے اشعار میں اگر جاہلیت کی وہ غرابت و خشونت اور بے جا تکلف و تصنع موجود نہیں تو یہ اسلامی ماحول کی تاثیر ہے جس سے اثر پذیر نہ ہونا حضرت حسان رضی کے بس کا روگ نہ تھا۔

ظہورِ اسلام کے بعد عربی شاعری نے نئے بال و پر کھولے۔ دورِ جاہلیت جہالت و عصبیت کا مظہر اور ان کی شاعری جذبات جنگ و جدل کی آئینہ دار تھی۔ افرادِ خاندان کی کثرت اور نسلی نجابت پر اترانا ان کی شاعری کا محبوب ترین موضوع تھا۔ جب اسلام نے جملہ اقوامِ عالم کو اسلامی اخوت میں جکڑ دیا اور پرانے بغض و عناد مبدل بہ الفت و مودت ہوئے۔ قومی فخر و مباہات کو پاؤں تلے روندا گیا۔ تو عربی شاعری بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے شعرا کے بارے میں وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ کا فتویٰ دیا اور حدیث میں ارشاد ہوا۔ لان یمتلی جوف احدکم قیحا خیر لہ من ان یمتلی شعراً (مشکوٰۃ) اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرمؐ کی شان میں فرمایا ما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ۔

اگرچہ اسلام نے مطلقاً شعر کی کبھی مذمت نہیں کی بلکہ انہی اشعار کو برا کہا جو قبیح مضامین پر مشتمل تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں مرفوعاً حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

قال رسول اللہ صلعم الشعر	یعنی شعر بمنزلہ کلام کے ہے اچھا شعر اچھے
بمنزلۃ الکلام حسنہ کحسن	کلام کی مانند اور برا شعر برے کلام
الکلام وقبیحہ کقبیح الکلام	کی طرح

دوسرے موقع پر آپؐ نے فرمایا۔ ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحراً یعنی خطابت اصل میں حکمت و موعظت ہے لیکن کبھی کبھی حدودِ شعر میں داخل ہو جاتی ہے

اور سحر بن جاتی ہے اور کبھی کوئی شعر حدودِ خطابت میں آکر سحر سے حکمت بن جاتا ہے۔

اگر اسلام کی حمایت و مدافعت شعر کے ذریعہ سے کی جائے تو یہ معیوب نہیں ایسے اشعار آپؐ اکثر سنا کرتے اور شاعر کی حاجت روائی فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک عورت نے جس کے باپ نضر نامی کو اس کی ایذا رسانی اور اسلام دشمنی کی پاداش میں آپ نے قتل کروا دیا تھا خدمتِ مبارک میں حاضر ہو کر چند اشعار پڑھے تو آپ نے فرمایا اگر یہ اشعار میں پہلے سنتا تو اسے ہرگز قتل نہ کرتا۔ کعب بن زہیر کا خون آپ نے "ہدر" فرما دیا۔ لیکن جب انہوں نے حاضر خدمت ہو کر اپنا مشہور قصیدہ بانت سعاد عرض کیا تو نہ صرف ان کا گناہ معاف کیا بلکہ چادر مبارک بھی عطا فرمائی۔

جب عبداللہ بن زبعری وغیرہ نے مسلمانوں کی ہجو کرنا شروع کی تو آپ نے انصار کو مخاطب کر کے فرمایا کیا جن لوگوں نے اسلام کی مدد اسلحہ سے کی ہے وہ زبان سے اس کی مدافعت نہیں کر سکتے"۔ اس پر حسانؓ نے اپنی خدمات پیش کیں اور قبل ازیں ذکر کیا جا چکا ہے کہ مسجدِ نبوی میں ان کے لئے منبر بچھایا جاتا تھا۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ تمہاری ہجو ان کے لئے تیر سے زیادہ کارگر ہے۔

شعبی سے مروی ہے کہ حسان بن ثابتؓ نے جنابِ رسالت مآب کے پاس حاضر ہو کر عرض کی کہ ابوسفیان نے آپ کی ہجو کی ہے اور نوفل بن حارث اور دیگر کفارِ قریش نے اس کی مدد کی ہے اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں ان سب کی ہجو کر دوں۔

آپ نے فرمایا تم میرے اور ان کے درمیان فرق کیسے کرو گے۔ کیونکہ ہم خاندانی لحاظ سے ایک ہیں۔ حسان نے کہا کہ میں آپ کو ان سے اس طرح جدا کروں گا جیسے بال کو آٹے سے نکال لیا جاتا ہے۔ آپ نے انہیں ہجو کرنے کی اجازت دے دی۔ ایک دفعہ آپ نے نزولِ بارش کے لئے دعا مانگی جب بارش نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا اگر ابوطالب زندہ ہوتے تو اس وقت خوش ہوتے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کوئی ان کے اشعار سنائے حضرت علیؓ نے فرمایا۔ شاید آپ کی مراد ابوطالب کے ان اشعار سے ہے اور پھر اشعار پڑھنا شروع کئے ؎

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ ثمال الیتامیٰ عصمۃٌ للارامل

یلوذ بہ الھلاک من آل ھاشم　　　فھم عندہ فی نعمۃ وفواضل

یہ قصیدہ ابوطالب کا ہے جس میں سو سے زیادہ اشعار ہیں اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف سے پُر ہے۔

ان آثار و دلائل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ جناب رسولِ مقبول صلعم نے بذاتِ خود کوئی شعر نہیں کہا تاہم آپ عمدہ اشعار کو پسند فرماتے۔ اگر کوئی شعر پسند آ جاتا تو شاعر کو دعائے نیک دیتے چنانچہ نابغہ جعدی کو آپ نے دعا دی۔

لا یفضض اللہ فاک　　　تیرے منہ کو شکستگی لاحق نہ ہو۔

یہ سب کچھ اس وہم کے ازالہ کے لئے عرض کیا گیا کہ شاید اسلام مطلقاً شعر کو نہیں چاہتا اور شاعری، اسلام کی نگاہ میں کوئی وزن نہیں رکھتی۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ آغازِ اسلام میں شاعری کی مقبولیت و محبوبیت تدریجی طور پر کم ہوتی گئی اور خطابت اس کا مقام حاصل کرتی گئی کیونکہ اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے خطابت شاعری سے کہیں زیادہ مفید ہے۔

ان ہی احوال و ظروف کا تقاضا تھا کہ حضرت لبیدؓ نے جو اصحاب معلقات میں سے ہیں اسلام لانے کے بعد شاعری یک قلم چھوڑ دی۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے انکے اسلامی دور کا کلام سننا چاہا تو حضرت لبیدؓ نے سورہ بقرہ لکھ بھیجی اور لکھا ابدلنی اللہ ھذا فی الاسلام مکان الشعر۔ قرآن کی حد سے بڑھی ہوئی فصاحت و بلاغت اور معجزانہ اسلوبِ بیان نے کفار کو اس حد تک مبہوت کیا کہ کوئی آپ کو شاعر کہتا کوئی ساحر و کاہن بتاتا۔ کہیں سے مجنوں کا لقب ملتا لیکن جب توفیقِ ربانی سے یہ بات ذہن نشین ہوگئی کہ فی الواقعہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں نہ وہ شعرِ شاعر ہے، نہ سجع کاہن اور دنیا کا بلیغ ترین انسان اس کے مانند ایک چھوٹی سی سورت بھی نہیں بنا سکتا تو وہ مسلمان ہوتے گئے۔ اب بجائے شعر و شاعری کے قرآن کے حفظ و تلاوت اور اس کے معانی و مطالب پر غور و فکر کرنے میں اپنا سارا وقت صرف کرنے لگے البتہ شعر و شاعری کی اہمیت فہمِ قرآن و حدیث کے لئے ہمیشہ باقی رہی اس لئے شعر گوئی کی بجائے شعر فہمی اور ادب و عربیت کی طرف زیادہ توجہ دی گئی حضرت ابنِ عباس فرمایا کرتے تھے۔

اذا اعیاکم تفسیر آیۃ من　　　جب تمہیں کسی آیت کی تفسیر میں وقت

كتاب الله فاطلبوه في الشعر فانه — پیش آئے تو اس کا مطلب شعر سے حل
ديوان العرب — کرو۔ کیونکہ شعر عرب کا دیوان ہے

حضرت عمرؓ اشعار جاہلیت کے حفظ کرانے کے لئے اکثر رغبت دلایا کرتے تھے آپ فرماتے

ارووا من الشعر اعفه — عمدہ شعر پڑھا کرو۔

آپ نے تمام اضلاع میں یہ حکم بھیجا تھا

علموا اولادكم العوم والفروسية — یعنی اپنی اولاد کو تیرنا اور شہسواری
وارووهم ما سار من المثل وحسن — سکھاؤ۔ اور ضرب الامثال اور عمدہ شعر
من الشعر — یاد کراؤ۔

لیکن یہ سب دلچسپیاں مذکورہ بالا غرض کے لئے تھیں اور اگر کوئی شاعر جادۂ اعتدال سے ذرا بھی منحرف ہوتا تو اسے سزا دیتے۔ تشبیب میں شریف عورتوں کا نام علانیہ نا معیوب خیال نہیں کیا جاتا تھا آپ نے اس رسم کو یک دم مٹا دیا اور اسی لئے سخت سزا مقرر کی۔ ہجوگوئی کو جرم قرار دیا اور حطیئہ مشہور ہجوگو کو اس جرم میں قید کیا۔

اسی ماحول میں حضرت حسانؓ آنکھ کھولتے ہیں اور عجب یہ ہے کہ حالات کی ناسازگاری کے برعکس ان کا سرچشمہ شاعری خشک نہیں ہوتا۔ حالانکہ لبیدؓ جیسے شاعر اس پیشے کو خیرباد کہہ چکے تھے حسانؓ کا یہ کمال ہی کیا کم ہے کہ وہ جاہلیت میں بھی شاعر تھے اور آخری دم تک شاعر رہے اور اس پر طرہ یہ کہ اپنی سابقہ روایات کے برقرار رکھنے میں کسی کی پرواہ نہ کی۔ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں شعر پڑھنے لگے تو عمر فاروقؓ نے ٹوکا۔ تو آپ نے صاف کہہ دیا کہ میں اس وقت بھی شعر پڑھتا تھا جب کہ آپ سے بہتر (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) مسجد میں تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔

یہ درست ہے کہ حسانؓ کا اسلامی دور کا کلام جاہلیت کے تکلف و تصنع سے پاک ہے لیکن اس سے معیار کا گرنا کیسے لازم آیا۔ غیر مانوس اور قلیل الاستعمال و غریب الفاظ کی بھرمار اصمعی ایسے لغوی کے لئے تو دلچسپی کا باعث ہو سکتی ہے۔ مگر عام ذہنوں کے لئے بار اور تکلیف مالا یطاق ہے اور پھر یہ کہ شاعرانہ کذب بیانی اور مبالغہ آمیزی حضرت حسانؓ کے نزدیک شعر کی عمدگی کا معیار نہیں بلکہ اس کی خوبی صداقت و سچائی میں ہے ؎

وللناس فیما یعشقون مذاہب

وہ نظامی کے ہمنوا ہیں جو اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہتا ہے

در شعر مپیچ و در فن او　　چوں اکذب اوست احسن او

بلکہ ان کا نقطۂ نظر جداگانہ ہے اور اپنی شاعری کو اسی آنکھ سے دیکھنا چاہتے ہیں وہ فرماتے ہیں

انما الشعر لب المرء یعرضہ　　علی المجالس ان کیسا وان حمقا

وان احسن بیت انت قائلہ　　بیت یقال اذا انشدتہ صدقا

فرماتے ہیں شعر آدمی کی عقل کا نچوڑ ہے جسے وہ دنیا کے سامنے پیش کر کے اپنی دانشمندی یا کم عقلی کا ثبوت دیتا ہے۔ تمہارا بہترین شعر وہ ہے کہ جب تو پڑھے تو سننے والا پکار اٹھے اس نے سچ کہا علماء ادب کی نظر میں ان کے یہ اشعار عرب کی شاعری کا معیار ہیں جس طرح فارسی شاعری علی العموم "احسن اوست اکذب او" کا مصداق ہے اور اس معیار پر حسانؓ کی شاعری پوری اترتی ہے۔ مزید برآں موقع اور محل کے اختلاف سے معیار بیان کا تبدیل ہونا ضروری ہے ہر جگہ ایک ہی انداز قائم نہیں رکھا جا سکتا۔

یہ ظاہر ہے کہ کوئی جاہلی شاعر حسان ہو یا کوئی اور نبی صلعم کی مدح گوئی اور مرثیہ خوانی میں وہ معیار قائم نہیں رکھ سکتا جو اس کی شاعری کا عام انداز ہے یہ معنی آفرینی اور جدتِ ادا متاخرین کا حصہ ہے۔

ذرا اعشٰے کو دیکھیے جو جاہلی دور کا معروف شاعر تھا اور اپنی شاعری اور خوش الحانی کے باعث "صناجۃ العرب" کہلاتا تھا۔ اس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ جس کی یہ تعریف کر دیا کرتا تھا معزز ہو جاتا تھا اور جس کی ہجو کہتا ہمیشہ کے لئے رسوا ہو جاتا۔ لوگ اس کی مدح کے آرزو مند اور مذمت سے خائف رہتے۔

اس ضمن میں ایک واقعہ مشہور ہے محلق نامی عرب میں ایک مفلس اور گمنام شخص تھا اس کی آٹھ جوان لڑکیاں تھیں مگر اس کی فاقہ مستی کی وجہ سے کوئی شخص ان سے شادی نہیں کرنا چاہتا تھا اتفاق سے اعشٰے اس طرف کہیں آنکلا۔ محلق کی بیوی کو اس کی خبر پہنچی تو اس نے اپنے خاوند کو اس کی دعوت کے لئے کہا۔ محلق اس زریں موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے تیار ہو گیا۔ غربت

کے باوجود اس کے لئے ایک ناقہ ذبح کی اور شراب سے تواضع کی۔ اعشیٰ نے محلق کی اولاد کا حال دریافت کیا۔ کہا آٹھ لڑکیاں جوان ہوگئیں اور بر نصیب نہیں ہوتا۔ اعشیٰ نے کہا اب ہم اس کی فکر کریں گے تم مطمئن رہو۔ جب سوقِ عکاظ کا وقت آیا تو اعشیٰ نے مجمع عام میں ایک قصیدہ محلق کی مدح میں پڑھا جس کا مطلع یہ ہے

لعمری لقد لاحت عیون کثیرۃ الی ضوء نار فی یفاع یحرق

تشبہ بمغرورین تصطلیا نہا وبات علی النار الندی والمحلق

قصیدہ ختم نہیں ہونے پایا تھا کہ محلق کے ارد گرد لوگ جمع ہو گئے اور اس کی تعظیم و تکریم کرنے لگے۔ شرفاء عرب نے آکر لڑکیوں سے شادی کے پیغام دیئے اور وہ جلد معزز گھرانوں میں بیاہی گئیں۔

عربی ادب سے دلچسپی رکھنے والے حضرات جانتے ہیں کہ اعشیٰ کا یہ قصیدہ فصاحت و بلاغت کے کس بلند ترین مقام پر واقع ہے۔ مگر جب اعشے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں قصیدہ کہتا ہے تو باایں ہمہ دعوائے بلاغت نعتِ رسول کا حق ادا کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ اگرچہ ابوسفیان نے اس کا یہ قصیدہ بھی منظر عام پر نہیں آنے دیا بلکہ قریش کو کہتے ہیں۔ یاد رکھو اگر اعشے محمد کے پاس پہنچ گیا اور اسلام لے آیا تو اپنے شعروں کے ذریعہ سے عرب میں آگ لگا دے گا۔ اس پر سب نے سو اونٹ جمع کر دیئے جن کو ابوسفیان نے اعشے کے پاس بھجوایا اور اس طرح اس کو قصیدہ کی اشاعت سے باز رکھا۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کرتے وقت اعشیٰ وہ بلند معیار بلاغت قائم نہ رکھ سکا جو محلق کی ثنا خوانی میں ظاہر کیا۔ ایسے نظر آتا ہے کہ اعشیٰ کی شاعری اس تمام جزالت و ضخامت سے یک سر عاری ہوگئی جو اس کی شاعری کا خاصہ ہے اور مدح رسول میں وہ ایک عام شاعر کے معیار سے آگے نہ بڑھ سکا۔ مگر ان دونوں قصائد کا فرق معلوم کرنے کے لئے عربی ادب کا ذوقِ سلیم چاہیئے۔

ایک سطحی النظر شخص اس گہرائی تک نہیں پہنچ سکتا۔ فرزدق شاعر گھوڑے پر سوار تھا تو اس نے لبید کا یہ شعر سنا

وجلا السیول عن الطلول کانہا ذھر تجد متونھا اقلامھا

گھوڑے سے اتر کر سجدہ ادا کیا۔ لوگوں نے کہا یہ کیا حماقت ہے۔ بولا سجداتِ قرآن کو تم جانتے ہو سجدۂ شعر کو میں جانتا ہوں۔ یہاں بھی ایسا ہی ذوق درکار ہے تاکہ دونوں قصائد کا باہمی فرق واضح ہو۔ قصیدہ کا مطلع یہ ہے

الم تغتمض عیناک لیلتہ ارمدا — وبت کما بات السلیم مسھدا

مندرجہ بالا واقعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایک ہی شاعر کا کلام موقع اور محل کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے اس سلسلہ میں ایک مثال اور سنیئے۔ کعب بن زہیر عربی کا مسلم شاعر ہے بلکہ بعض ادباء کے نزدیک اس کا پایہ اس کے والد زہیر سے کسی طرح کم نہیں ہے

لو کنت اعجب من شئی لا عجبنی — سعی الفتی وھو مخبوء لہ القدر

یسعی الفتی لامور لیس یدرکھا — فالنفس واحدۃ والھم منتشر

والمرء ما عاش ممدود لہ امل — لا تنتھی العین حتی ینتھی الاثر

جب یہی شاعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں قصیدہ لکھتا ہے اور کس حال میں لکھتا ہے جب اس کی سوء ادبی کی بنا پر اس کا خون ہدر کیا جاتا ہے اور شاعر اپنے گناہ کی معافی طلب کرنے کے لئے آتا ہے مقام اس امر کا مقتضی تھا کہ شاعر انتہائی بلیغ الفاظ میں ثنا خوانی کر کے آپ کی خوشنودی حاصل کرے گا۔ مگر چند اشعار کے سوا اس میں کوئی ندرت اور جدت پیدا نہیں کر سکا جو اس کی مدح کو دیگر مادحین سے ممتاز کر دے وہ کہتا ہے۔

انبئت ان رسول اللہ اوعدنی — والعفو عند رسول اللہ مامول

مہلاً ہداک الذی اعطاک نافلۃ — القرآن فیھا مواعیظ وتفصیل

لا تاخذنی باقوال الوشاۃ ولم — اذنب وقد کثرت فی الاقاویل

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی اور جاہلی شعراء سے تشبیہات نادرہ اور اچھوتے استعارات کی توقع رکھنا۔ عربی ادب کے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔ ایک اسلامی شاعر جس کے رگ و پے میں ایمان سرایت کر چکا ہو اور جو کذب و مبالغہ کو منافی ایمان سمجھتا ہو۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا خوانی میں ایسے غیر فطری مبالغہ اور دروغ گوئی کے ارتکاب کو کبھی جائز نہیں سمجھتا۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ حسان رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی میں عقیدت کے پھول نذر کرتے وقت متاخرین الیسی جدت پیدا کریں اور

لوازمات تہذیب و تمدن کے فقدان کے باوجود آپ کی مدح میں وہ انداز بیان اختیار کریں جو بوصیری نے قصیدہ بردہ میں اور امیر الشعراء احمد شوقی نے اپنے مدحیہ قصیدہ میں اختیار کیا۔

ابواب شعر اور حضرت حسانؓ | حضرت حسان نے جملہ اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے اور ہر صنف سخن میں ان کے اشہب قلم نے اپنی جولانی و روانی کے جوہر دکھائے ہیں۔ مدح و ہجا فخر و حماسہ مرثیہ و تشبیب غرض جملہ ابواب شعر میں حسان کسی جاہلی شاعر سے پیچھے نہیں مگر دور اسلام میں ان کی شاعری مدح رسول، ہجو کفار اور نبی کریم اور شہدائے صحابہؓ کی مرثیہ گوئی میں محدود نظر آتی ہے۔ یہ مختصر مقالہ اپنے دامن میں اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ ان اسالیب کلام پر تفصیلی تبصرہ کیا جائے اور اسے مثالوں سے واضح کیا جائے تاہم مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے پیش نظر اسے بالکل نظر انداز بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ذیل میں چند مختصر اشارات سنئے!

مرثیہ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرثیہ خوانی میں ان کے رقت آمیز اور درد بھرے الفاظ کی تاثیر کا یہ عالم ہے کہ قاری اپنے آنسو تھام نہیں سکتا۔ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت حمزہؓ، حبیبؓ اور شہدائے بدر و احد کی یاد میں وہ آٹھ آٹھ آنسو بہاتے ہیں کہ پڑھنے والا جگر تھام لیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرثیہ میں کہتے ہیں

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر

من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

ہجو کفار | حضرت حسانؓ کا اصل کارنامہ ان کا وہ ہجویہ کلام ہے جو شعرائے قریش کے جواب میں کہا گیا اور جس میں اسلام اور پیغمبر اسلام کی طرف سے مدافعت کی گئی ہے اور جو ان کے دیوان کے بڑے حصہ پر مشتمل ہے۔ عبداللہ بن رواحہ اور کعبؓ بن مالک انصاری نے بھی یہ خدمت ادا کی مگر اس باب میں حسان کی مساعی جمیلہ سب پر فوقیت لے گئیں۔ بارگاہ رسالت سے ارشاد ہوا

تولہ اشد علیہم من نضح النبال فی غلس الظلام (او کما قال) ابوجہل کی ہجو میں کہتے ہیں

لقد لعن الرحمان جمعاً یقودھم دعی بنی شجیع لحرب محمد

مشوم لعین کان قدما مبغضا یبین فیہ اللوم من کان یھتدی

فدلاھم فی الغی حتی تھافتوا وکان مضلاً امرہ غیر مرشد

حسان کی حکمیات حکمیات کے باب میں بھی حسان کا جوادِ قلم جاہلیت کے مشہور شاعر زہیر بن ابی سلمیٰ کی طرح اپنی جولانی دکھاتا ہے ان کے حِکم و مواعظ میں دقیق حکیمانہ نکات نہیں پائے جاتے بلکہ وہ سیدھے سادے الفاظ میں حکمت و اخلاق کی باتیں بیان کرتے ہیں جو انہوں نے زندگی کے طویل تجربات سے حاصل کی ہیں وہ کہتے ہیں۔

اذا المرء لم یفضل ولم یلق نجدة — مع القوم فلیقعد بصغر ویبعد

وانی لاغنی الناس عن متکلف — یری الناس ضلالاً ولیس بمهتدی

اصون عرضی بمالی لا ادنسه — لا بارک الله بعد العرض فی المال

احتال للمال ان اودی فاجمعه — ولست للعرض ان اودی بمحتال

مدح رسول صلعم حضرت حسان کا امتیازی وصف مدح رسول ہے جو انہیں دیگر اسلامی شعراء سے ممتاز کرتا ہے۔ وہ طوطیٔ گلزارِ نبوت ہیں اور والہانہ انداز میں شانِ رسالت میں نغمے الاپنا اور نعتِ رسول میں چہچہانا ان کا محبوب شغل ہے۔ ان کے مدحیہ قصائد میں فلسفیانہ نکتہ سنجی اور متاخرین کے سے اچھوتے استعارات و تشبیہات نہیں بلکہ وہ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نکلے ہوئے الفاظ میں اپنے جذبات و احساسات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ وہ سچے عاشقِ رسول ہیں اور ان کا کلام گہرے جذبات محبت کی غمازی کرتا ہے ان کے الفاظ تاثیر میں ڈوبے ہوئے اور بے پناہ جاذبیت کے حامل ہوتے ہیں۔

نمونہ ملاحظہ فرمایئے۔

واحسن منک لم تر قط عینی — واجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرأً من کل عیب — کانک قد خُلقت کما تشاء

وشق له من اسمه لیجله — فذو العرش محمود وهذا محمد

نبی اتانا بعد یاس وفترة — من الرسل والاوثان فی الارض تعبد

فامسی سراجاً مستنیراً وهادیاً — یلوح کما لاح الصیقل المهند